

## 107144- حرام کمائی کی اقسام، صحابہ کرام کی کمائی کے ذرائع اور افضل تین فریعہ معاش

سوال

میری یہ ڈگری افرادی قوت کے نظم و نتیجے کے تخصص کے ساتھ مکمل کر لی ہے، لیکن جب مجھے اللہ تعالیٰ نے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دی تو مجھے محسوس ہوا کہ میری کام کی نہیں ہے؛ کیونکہ اس کے درج ذیل اسباب ہیں : 1- اس ڈگری کی وجہ سے جتنے بھی کام کرنے کے موقع میں گے وہ سب کے سب سودی لین دین لکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ 2- افرادی قوت کی ادارت کی تمام ملازمتیں اس بات کا مطالبہ کرتی ہیں کہ مردوزن دونوں کو ملازم رکھنے کے لیے انٹرویو کریں اور انہیں ملازمت دیں، تو اس سے یہ بھی ہو گا کہ لڑکی کا ملازمت کے لیے سب سے پہلا انٹرویو محروم کے بغیر ہو گا، پھر ملازمت دینے کے بعد لڑکی کے ساتھ تنہائی میں میٹنگز اور ملاقاتیں بھی کرنی پڑیں گی کہ ملازم خاتون کی کارکردگی، اور اس کی درجہ بندی کے متعلق تنہائی میں بات کرنی ہو گی، افرادی قوت کی ادارت کے حوالے سے دیگر کافی ساری ذمہ داریاں ہیں جن میں شرعی مخالفت پائی جاتی ہے۔ 3- افرادی قوت کے حوالے سے پائی جانے والی جتنی بھی ملازمت کی جگہیں ہمارے ملک میں پائی جاتی ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں ہے جہاں مخلوط ماحول نہ ہو، بلکہ ان جگہوں پر خواتین اپنی خوبصورتی کا ظہار زیادہ کرتی ہیں، تو کیا میرے لیے ایسی ملازمت اس امید سے حاصل کرنا درست ہے کہ میں خود اسلامی تعلیمات پر عمل پریراہو کر دوسروں کے لیے عملی نمونہ بنوں گا، اور دوسروں کو بھی دین کی طرف دعوت دوں گا؟ یا میں بالکل اس ملازمت سے الگ تھلک ہو جاؤں اور تلاش معاش کرے لیے اور ذرائع دیکھوں، چاہے وہاں میری آمدن اس سے کم تو ہو لیکن اس قسم کے فتنے وہاں موجود نہ ہو۔ میں آپ سے یہ بھی امید کرتا ہوں کہ یہ بھی بیان کریں کہ صحابہ کرام کا ذریعہ معاش کیا تھا؟ مجھے کچھ لوگوں نے بتایا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کو نوکری پر ترجیح دی ہے، تو کیا یہ بات درست ہے؟ یا اس کی کوئی دلیل بھی ہے؟

پسندیدہ جواب

اول :

کچھ کام ایسے ہیں جو بذات خود حرام ہوتے ہیں، جیسے کہ سودی میکنکوں میں ملازمت، شراب فروخت کرنے کی ملازمت وغیرہ، جبکہ کچھ کام بذات خود تو حرام نہیں ہوتے لیکن اس ملازمت کے ماحول میں غیر شرعی چیزیں پائی جاتی ہیں، مثلاً: مردوزن میں انقلاط پایا جاتا ہے، یا ایسا بس زیب تن کرنے کا کام جاتا ہے جو شرعی طور پر جائز نہیں ہے، یا شریعت سے متفاہم شکل و صورت اپنانے کا کام جاتا ہے، مثلاً: داڑھی مومنا وغیرہ، تو ان دونوں صورتوں میں سے کسی بھی کام کی اجازت مسلمان کے لیے نہیں ہے۔

تاہم دوسرا قسم کے کاموں اور ملازمتوں کی حرمت یکساں نہیں ہے بلکہ اس میں مختلف درجات ہوتے ہیں، تو سب سے زیادہ گناہ والی ملازمت سودی لین دین لکھنے والی ملازمت ہے، پھر اس کے بعد حرام پیروں کی فروٹگلی یا انہیں جیار کرنے کی ملازمت ہے، پھر ایسی ملازمت ہے جس کا ماحول اچھا نہ ہو، یہ آخری قسم کی ملازمت کے بارے میں کسی قسم کی سستی کا شکار نہیں ہونا چاہیے؛ کیونکہ خراب ماحول کا انسان کے دین اور اخلاقیات پر شدید منفی اثر پڑتا ہے؛ بالخصوص عورتوں کا فتنہ جو کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ تھا، اور یہی فتنہ مسلمان مرد کے لیے سب سے زیادہ نقصان دہ ہے، اس کا تذکرہ ہمارے بنی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔

اگر آپ کے ملک میں واقعی طور پر مخلوط ماحول عام ہے، اور کوئی بھی ملازمت اس کام سے غالی نہیں ہے، اور آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے ایسے ماحول میں ہونے سے فائدہ ہو گا کہ آپ برائیوں کے خاتمے یا کمی کا باعث بن سکتے ہیں، آپ اپنے ما تحت کام کرنے والے افراد کو نصیحت کر سکتے ہیں، انہیں نیکی کا حکم اور برائی سے روک سکتے ہیں، اسی طرح آپ ایسے اقدامات اٹھاتے ہیں جو آپ کو عورتوں کے فتنے سے محفوظ کریں کہ اگر آپ کی شادی نہیں ہوتی تو شادی کر لیں، عورتوں کو مت دیکھیں، نہ ہی ان کے ساتھ تنہائی میں بیٹھیں، اور اگر کچھ ملازم خواتین کے ساتھ بیٹھنے کی ضرورت محسوس کریں تو اپنے دفتر کا دروازہ کھلا رکھیں، اور انہیں اپنے قریب موت بھائیں وغیرہ۔۔۔

تو ہم بھی یہی سمجھتے ہیں کہ آپ کے ایسی جگہ پر ہونے سے کچھ شرعی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں، خرابیاں کم ہو سکتی ہیں، بجائے ایسی جگہوں کو بے دین یا دینی امور کا خیال نہ رکھنے والوں کے لیے کھلا چھوڑیں آپ کا وہاں ہتر ہے؛ کیونکہ اگر آپ جیسے لوگ وہاں نہیں ہوں گے خرابیاں بڑھیں گی اور عالم ہوں گی، ان کا مقابلہ کرنا بھی مشکل ہو گا، اور کتنے ہی ایسے اساتذہ اور مدرسین ہیں جنہوں نے مخوط جامعات میں پڑھایا اور ان کی وجہ سے بہت سی خیر حاصل ہوئی، اور کئی خرابیاں پہنچنے سے پہلے ہی ختم ہو گئیں۔

تو ہم اللہ تعالیٰ سے امید کرتے ہیں کہ آپ بھی ان مصلحین میں سے ایک بن جائیں۔

لیکن ان سب باتوں کے ساتھ اگر کبھی کہیں آپ کو محسوس ہو کہ آپ خود اپنی دینی اقدار پر اپنی گرفت کمزور پارے ہیں اور آپ دھیرے دھیرے حرام کاموں کی جانب مائل ہوتے چلے جا رہے ہیں تو پھر آپ کے پاس ایک ہی راستہ رہ جائے گا کہ فوری طور پر آپ یہ ملازمت چھوڑ دیں، اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے لیے کسی چیز کو چھوڑے تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے ہتر عطا فرماتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے یہ بات ثابت ہے۔

دوم :

صحابہ کرام کے ذرائع معاش کے حوالے سے یہ ہے کہ ان کے ذرائع آمدن کافی زیادہ اور تنوع تھے، مثلاً: تجارت کے پیشے سے مسلک صحابہ کرام میں سیدنا ابو بکر صدیق، عثمان بن عفان، عبدالرحمن بن عوف وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین شامل ہیں۔ زراعت کے شعبے سے بھی کافی صحابہ کرام مسلک تھے کہ کچھ زرعی رقبوں اور باغات کے مالک تھے تو کچھ ان کھیتوں میں اجرت پر کام کرتے تھے تو اس طرح انصار اور مهاجر صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت اس پیشے سے مسلک تھی۔ کچھ صحابہ کرام سروسر کے شعبے سے بھی مسلک تھے مثلاً: لوار، اور بڑھی وغیرہ۔ کچھ سرکاری سطح کی نوکریاں اور ملازمتیں ہوتی ہیں، مثلاً: تعلیم، زکاة وصولی، محکمہ عدالت وغیرہ، ایسے ہی جادو کی وجہ سے ملنے والا مال غنیمت وغیرہ۔

لیکن ہماری زندگی اور ہمارے ہاں پائے جانے والے پیشوں اور صنعتوں کو صحابہ کرام کی زندگی سے ملا کر دیکھیں تو اس میں بہت زیادہ فرق ہے، اور لوگوں کے ہاں بھی مشورہ ہے کہ: نی رونما ہونے والی ہر چیز کی الگ ہی کہانی ہوتی ہے۔

سوم :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تجارت کو مزدوری پر فضیلت دینے کے حوالے سے ہمارے علم میں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے۔ ویسے اہل علم اس حوالے سے مختلف آراء رکھتے ہیں تو کچھ اہل علم تجارت کو افضل قرار دیتے ہیں، اور کچھ زراعت کو، جبکہ کچھ ہاتھ کی کمائی وغیرہ کو افضل قرار دیتے ہیں۔

تجارت کی فضیلت کے حوالے سے ایک حدیث توثیقی ہے، لیکن وہ روایت ثابت نہیں ہے، اس ضعیف روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (10 میں سے 9 حصے رزق تجارت میں ہے۔) تفصیلات کے لیے دیکھیں: سلسلہ ضعیفہ: (3402)

جبکہ صفت و تجارت کی فضیلت کے بارے میں روایت رافع بن مدرتع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سا ذریعہ معاش بہترین ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (حص میں آدمی اپنے ہاتھ سے کمائے اور ہر نفع مبرور) اس حدیث کو مسنداحمد: (17265) میں محققین نے حسن قرار دیا ہے، اور اباضی نے اسے صحیح الترجیح: (1691) میں صحیح قرار دیا ہے۔

اسی طرح سیدنا مقدم امام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (کوئی بھی شخص اپنے ہاتھ سے کمائے ہوئے کہانے سے بہتر کھانا کبھی نہیں کھاتا، یقیناً سیدنا داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھایا کرتے تھے۔) بخاری: (1966)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کستے ہیں :

"علمائے کرام کی افضل تین ذریعہ معاش کے حوالے سے مختلف آرائیں، چنانچہ علامہ ماوردی رحمہ اللہ کستے ہیں : بنیادی ذرائع معاش میں زراعت، تجارت اور صنعت ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے موقف کی روشنی میں تجارت سب سے افضل ذریعہ معاش ہے، لیکن میرے نزدیک راجح موقف یہ ہے کہ سب سے افضل ذریعہ معاش زراعت ہے؛ کیونکہ یہ توکل کے زیادہ قرب کا باعث ہے۔"

سیدنا مقدم رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث کے بعد امام نووی رحمہ اللہ نے اپنا اختلافی نوٹ ذکر کیا کہ : درست بات یہ ہے کہ افضل تین ذریعہ معاش اپنے ہاتھ کی کمائی ہے۔ انہوں نے اس کی مزید تفصیلات ذکر کرتے ہوئے کہ : اگر مزارع ہے تو یہ بھی افضل تین ذریعہ معاش میں شامل ہے؛ کیونکہ یہ بھی انسان اپنے ہاتھ سے کرتا ہے، اور اس میں توکل کی خوبی اضافی طور پر موجود ہے، پھر زراعت کی وجہ سے لوگوں کو عمومی فائدہ پہنچا ہے، جانوروں کا بھی فائدہ ہوتا ہے، پھر زراعت میں یہ چیز بھی پائی جاتی ہے کہ زمین سے حاصل ہونے والی فصل کا کچھ نہ کچھ حصہ بلا عوض کھایا جاتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کستے ہیں : ہاتھ کی کمائی سے بڑھ کر وہ مال غنیمت ہے جو کافروں سے حاصل کیا جائے، کیونکہ یہ تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا ذریعہ معاش تھا، اور یہ سب سے بہترین ذریعہ معاش ہے؛ کیونکہ جمادی وجہ سے کلمۃ اللہ بلند ہوتا ہے، اور دشمنان اسلام سر نکلوں ہوتے ہیں، پھر جمادی بدولت حاصل ہونے والے اخروی فائدہ بھی ہوتے ہیں۔

امام نووی کہتے ہیں : اگر کوئی شخص اپنے ہاتھ سے کام نہ کرتا ہو تو سابقہ ذکر کردہ توکل اور لوگوں کے لیے فائدہ غیرہ کی وجہ سے زراعت افضل عمل ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کستے ہیں : زراعت کی فضیلت کی بنیاد متدیدی فائدہ ہے، اور متعددی فائدہ صرف زراعت ہی میں منحصر نہیں ہے، بلکہ جو کام بھی ہاتھ سے کیا جائے گا اس کا فائدہ متدیدی ہی ہو گا؛ کیونکہ ہاتھ سے وہی چیزیں تیار کی جاتی ہیں جن کی لوگوں کو ضرورت ہو۔  
لہذا صحیح بات یہ ہے کہ : افضل تین ذریعہ معاش حالات اور افراد کی وجہ سے مختلف ہو سکتے ہیں۔ واللہ اعلم "ختم شد  
"فیحاباری" (304/4)

اس بنا پر : زراعت ایسے شخص کے لیے افضل ہو سکتی ہے جو کسی اور کام کی بجائے زراعت کے حوالے سے زیادہ تجربہ رکھتا ہو، اسی طرح صنعت کسی ایسے شخص کے لیے افضل ہو سکتی ہے جس کے پاس کوئی ہمزہ ہو، اور تیسرا شخص اگر تجارت اچھے انداز سے کر سکتا ہو تو اس کے لیے تجارت افضل ہے۔

اس لیے ہر انسان اپنی شخصیت کو مد نظر رکھتے ہوئے دیکھے کہ اس کے لیے کون سا کام بہترین سلیقے سے آتا ہے، لہذا اپنی صلاحیتوں سے اپنے آپ اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے کام کرے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق سے نوازے۔

واللہ اعلم